Digitized by Khilafat Library Rabwah.

صفحہ ۱۶۴ سے آخر تک لائق ملاحظہ گورنمنٹ

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر ششم — جلد چہارم

بابت رجب ۹۵ھ مطابق جون ۱۸۷۸ء

ضمیمہ متضمن مسائل معدنین اہل السنۃ

جو پیشتر شایع ہو چکا ہے

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ وضمیمہ

درجات	امر قیمت	تفصیل خریداران بشرح مرتب	قیمت سالیانہ بابت رسالہ	قیمت سالیانہ بابت ضمیمہ
۱	اعلیٰ قیمت	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس	للاعلیٰ	سے
۲	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و معاً اغنیاء والا پیہ سوئیہا	عـ	سے
۳	عام قیمت	متوسط اہل وسعت	سے	عـ
۴	رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نہ رکھیں اور رسالہ پیشگی دخل کریں	سے	۱۲
۵	للّٰہی قیمت	بیوسعت جو دس روپیہ ماہوار سے کم آمدنی رکھیں مگر علمیت رکھیں اور اشاعت کریں۔	ثواب آخرت	دعائے خیر

یہ ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہ ہوگا۔ ان رسالہ بدون ضمیمہ ملسکیگا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ضمیمہ کی بہت باتوں کی تفصیل و دلیل رسالہ میں مندرج ہے لہذا بدون رسالہ ضمیمہ سے مطالب بدرجۂ ظاہر ممکن نہیں اور رسالہ کی کوئی بات متعلق ضمیمہ نہیں ہے اسلئے رسالہ سے بدون ضمیمہ کاروباری ممکن ہے۔

جنکو نام اصل رسالہ یا اسکا ضمیمہ یا دونوں خواست پہنچے وہ حسب حیثیت خود اسی مہینہ سے قیمت واجب الادا روانہ فرماویں جس مہینہ کا پرچہ وصول پاویں جنکو خریداری منظور نہ ہو وہ اصل رسالہ یا صرف اسکا ضمیمہ واپس کریں۔

خط وکتابت متعلق رسالہ راقم کے نام پورے عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونا ضرور ہے اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر و ڈاک خانہ مناسب ہے ٭

راقم ابو سعید محمد حسین لاہور محلہ سید مٹھہ۔

مطبع ریاض ہند امرتسر میں چھپا۔

معذرت

جون سے اِس مہینے اکتوبر تک رسالہ اشاعۃ السنہ کے نہ نکلنے کا سبب میری وہ بیماری ہوئی ہے جس سے مینے ضمیمہ نمبر ۱۲ کے خاتمہ مین اطلاع دی تھی - اور نیز لاہور مین عام وبا کا منتشر ہونا اور اُسمین میرے جملہ اہل وعیال اور ملازمون اور متعلقون کا مُبتلا ہونا اور سب کاروبار کا بند رہنا اور کارندون کا مُعطّل ہوجانا اسکا سبب ہوا تھا - ہمیشہ اور ہمارے رسالہ پر کیا حصر ہے لاہور کے اکثر کارخانون کا یہی حال رہا ہے - جو لوگ اخبارون کا انتظار کرتے ہین وہ میرے اِس بیان پر خوب یقین کرینگے - اور جن کو آئے دن بُری بُری ملکی خبرین پہنچتی رہتی ہین وہ بھی اِسکی صحت مین شک نہ لائین گے - ومع ذٰلک مین بڑے ادب کے ساتھ اپنے رسالہ کے ناظرین وخریدارون کی خدمت مین معذرت کرتا ہون اور اِس توقف کی معافی چاہتا ہون - آیندہ خُدا نے چاہا اور توفیق واعانت کو شامل حال رکھا تو اِس نقصان کا جبر ہوجائیگا پہلے سہی نمبرون کو پورا کردیا جاویگا +

شُکرِیہ والتماس

جن حضرات ومُعاونین نے میری التماس مندرجہ اپریل ۱۸۸۱ء کیطرف توجہ فرماکر زرِ باقیات ارسال فرمایا ہے اور اِس حالت فترہ مین اُسکی معاونت کا خیال رکھا مین اُنکا دل سے شُکرگذار ہون اور بذکر مواضع اقامت اُن حضرات کے انکا شکریہ ادا کرتا ہون وہ مواضع یہہ ہین -

بسروپ - پیرکوٹ - پٹھانہ - پٹیالہ - جالندہر تحصیل - دہلی - دیرہ دون - دیرہ اسمٰعیلخان راولپنڈی - سیکاکل ضلع گنجام - عظیم آباد پٹنہ علی پور لودہیانہ مظفرگڈہ - ہوشیارپور - ماموکی اور جن بے پرواہون نے اِس التماس کیطرف خیال نہین کیا نہ انکو رسالہ کی حالت فترہ پر رحم آیا نہ اُن کے خیال مین یہہ سمایا کہ چار پانچ مہینہ سے رسالہ بند ہے پس جو لوگ (بمالیطح

متواتر رسالہ پہنچنے پر قیمت نہ بھیجتے تھے وہ اب رسالہ نہ پہنچنے پر کب بھیجتے ہونگے اور مصارف کارخانہ کیونکر چلتے ہون گے۔ کیا اونہون نے رسالہ کو مسدود و موقوف ہوا سمجھ لیا تہا؟ اور زر باقیات کو غنیمت جان لیا تہا؟ اب وہ حضرات ترحم فرماوین۔ ہم اُن سے پیشگی نہین مانگتے وہ جون ۱۹۰۸ء تک بیباقی کر دین۔ آیندہ اِس پرچہ سے سیری حاصل ہوگئی ہے تو پرچہ نہ لینے کا انکو اختیار حاصل ہے۔ پچہلے معاملہ کا تصفیہ تو انکو بہرحال بحکم شریعت و عرف واجبات سے ہے۔ اُن حضرات کے مواضع سکونت کا ذکر ضروری نہین ہے ہر شخص اپنا حال اپنے صفحہ دل سے دیکھ سکتا ہے اور اگر اُنکا دل اُنکے خیال کا مظہر نہو تو وہی فہرست رسالہ ماہ اپریل باستثناء مواضع مذکورہ بالا اُنکی فہرست ہے +

مراسلہ

مجی مکرمی مولوی شمس الدین صاحب سابق دیوان ریاست ٹونک حال ملازم ریاست جیپور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بجواب نیاز نامہ ۲۵ دسمبر ۱۹۰۷ء اپنے عنایت نامہ ۲۸ دسمبر ۱۹۰۷ء مین وعدہ کیا تہا کہ بیسے قیمت سات نمبر اشاعت السنہ بذریعہ شیخ محی الدین صاحب کتب فروش لاہور ارسال کرینگے اِس مقدار قلیل کی ہنڈوی مشوار ہے مگر اِس وعدہ کا آج کی تاریخ تک کہ ۴ اکتوبر ۱۹۰۸ء ہے ایفا نہوا۔ باوجودیکہ پرچہ اشاعت السنہ آج تک برابر باریاب خدمت ہوکر شرف اجابت پاتا رہا۔ اِس اثنا مین کئی خطوط بنام نامی ارسال ہوئے اُن خطوط کا جواب بھی نہین ملا۔ معلوم نہین وہ خطوط جناب کو نہین پہنچے یا کسی اور عذر کے سبب جواب سہو تقاعد ہوا۔ پس بخیال احتمال اول رقیمہ ہذا بذریعہ رسالہ عرض خدمت ہوا ہے کیونکہ رسالہ تو یقیناً خدمت مین پہنچتا اور ملاحظہ مین آتا ہے۔ اِسلئے کہ جس روز سے رسالہ خدمت مین پہنچنے لگا ہے کبھی کوئی نمبر (رفیوزڈ یا انکلیمڈ ہوکر) واپس نہین آیا لہذا امید ہے کہ آپ بملاحظہ رقیمہ ہذا بہر جو آخیر جون ۱۹۰۸ء تک بتفصیل معروض ذیل آپکے ذمہ واجب الادا ہین ارسال فرما دینگے اور دوبارہ اندراج اِس رقعہ کی اِس رسالہ یا کسی اور اخبار مین حاجت باقی

نہ رہنے دینگے۔ اور اگر اس رقیمہ پر بھی آپکی توجہ نہ ہوئی تو ناچار یہ رقعہ نامی و مشہور اخبارون مین درج کرایا جائیگا۔ اور عامہ اہل اخبار کو جو اکثر وصولی قیمت کے شاکی رہتے ہین وصول زرکا ڈھنگ بتایا جائیگا۔ والسلام مع الاکرام ؛

تفصیل

بابت جون لغایت دسمبر ۹۰ء سالنامہ ۹۱ء جنوری لغایت جون ۹۱ء ضمیمجات شش ماہی ۹۱ء

نمقہ ابو سعید محمد حسین۔ لاہور محلہ سید متھا۔

نوٹس

یہی معاملہ جواب خطوط نہ دینے کا اور قیمت ادا نکرنیکا بعضے اور صاحبون سے بھی سرزد ہو رہا ہے اُنکے ساتھہ بھی بالآخر یہی معاملہ ہوگا مناسب ہو کہ اس سے پہلے وہ اپنا تصفیہ کرلین۔ ورنہ ہمارے اس طریق مراسلہ و مطالبہ زر کو شکایت نہ سمجھین۔

جواب شکایت دوست

ایک معزز دوست نے مقام ملتانی ضلع بیتول سے اشتہار کتاب مجمع البحرین فی ادلۃ الکفر یقین کی اشاعۃ السنہ نمبر ۶ جلد ۴ کے ساتھہ شائع ہونے پر یہہ شکایت تحریر کی ہے کہ اُونہون نے کتاب کو ملاحظہ کیا تو مضمون اشتہار کو مطالب کتاب سے مطابق نہ پایا۔ لہذا ایسے اشتہار کا ایسے مستند رسالہ اشاعۃ السنہ مین درج ہونا مناسب نتھا مین اس ولی دوست کی اس شکایت کی قدر کرتا ہون اور اسکو قدردانی اشاعۃ السنہ کی دلیل سمجھتا ہون۔ مگر مین اشاعۃ السنہ کو اس شکایت کا مورد نہین سمجھتا۔ نہ وہ اشتہار اشاعۃ السنہ مین درج ہوا نہ اسپر اڈیٹر اشاعۃ السنہ نے کچھہ اپنی طرف سے لکھا۔ وہ اشتہار بفرمایش مولف علیحدہ چھپا۔ اشاعۃ السنہ کے ساتھہ صرف تقسیم ہوا اور شیوع پایا یہ اور یہہ عام قاعدہ ہے کہ بڑے بڑے مشہور و معتبر اخبار و رسایل مین بہت سے تجارتی چیزون کے اشتہارات درج ہوتے ہین پر وہ اڈیٹر کیطرف سے نہین سمجھے جاتے ہین اور نہ اڈیٹر اُنکے ذمہ وار ہوتے ہین۔

ہمنے تو اس اشتہار کو مع رسالہ بھی نہیں بھیجا صرف رسالہ کے ساتھ شایع کیا ہے پھر ہمارا رسالہ اس شکایت کا محل کیونکر ہو سکتا ہے۔

اعلان

کتاب براہین احمدیہ کے چھپنے میں مہتمم مطبع کی بعض مجبوریوں کے سبب توقف ہو گیا ہے اب مہتمم مطبع نے بتاکید وعدہ دیا ہے کہ حصہ سیوم کو بہت جلد چھاپ کر تیار کرتا ہوں پس ناظرین و خریداران اصطبار فرماویں اور عفو کو کام میں لاویں۔

خاکسار غلام احمد۔ از قادیان۔ ضلع گورداسپور

اشتہار

مولفین رسایل و کتب دینی و غیرہ علوم کو واضح ہو کہ ان دنوں ایک کتاب مسمی بنام التواریخ تالیف جناب منشی حسین علی صاحب فرجت دہلوی (جو خاندان ابوالفضل و فیضی سے ہیں) لاہور میں چھپکر تیار ہوئی ہے۔ اس کتاب میں ایک سو دو ہزار اعداد تک کے جملے و تاریخی مادے اس کثرت سے موجود ہیں کہ بنظر اسکے اس کتاب کو تاریخی مادوں کا خزانہ کہا جا سکتا ہے۔ مولف عالی ہمت نے اس کتاب میں وہ کام کیا ہے جسکو لوگ بڑی مشکل سمجھتے اور اسمیں تاریخیں بنانیکے وقت ہاتف غیبی سے مدد لیتے۔ مولف نے عالم غیب کو شاہد بنا دیا اور اس مشکل کو آسان کر دیا۔ قیمت کتاب (عہ) محصول ڈاک (۴ھ) جو صاحب طالب شایق ہوں وہ بارسال قیمت میاں نثار علی صاحب شہرت اوڈیٹر اخبار انجمن پنجاب لاہور یا الٰہی بخش کتب فروش لاہور بازار کشمیری سے درخواست کریں *

اشتہار

جب یہانتک نوبت پہنچ گئی کہ سید احمد خان صاحب نے صاف یہہ لکھدیا کہ نبوت خدا کی طرف سے مقرر نہیں ہوتی اور نہ خدا کی طرف سے کوئی پیغام لاتا ہے اور جو پیغام لانیوالا پیغمبر کو نظر آتا ہے وہ (نعوذ باللہ منہا) صرف اسی طرح کا خیال ہوتا ہے جیسے مجنونکو

بند ہیجاتا ہے معجزات کا بالکل انکار کیا اور معجزات کی دلیل ثبوت ہو نہین بہت سی گفتگو کی۔ حضرت موسیٰ کیواسطے جو دریا کا پانی جدا ہو گیا تہا اُسکو مدّ و جزر بتایا۔ معجزہ سے انکار کیا۔ ملکہ کے وجود سے بالکل انکار کیا اور یہہ بھی صاف کہدیا کہ قرآن سے جو حکم ثابت ہو یقین کرنیکے قابل نہین۔ احادیث صحیح کا انکار تو اپنے اوپر فرض سمجھلیا اور رسول اللہ کے قول کی ذرا بھی وقعت نہ سمجھی فرشتون کو یہہ کہا کہ وہ مسلمانون کے اعتقاد کے مہیب چیلون کیطرح منڈلاتے پہرتے ہین۔ حوردن کو اس ملک کی گھوسنون سے تشبیہ دی جنت و نار کی حقیقت جو قرآن سے ثابت ہوتی ہے اُسکو بیہودگی بتایا۔ چنانچہ پرتصریحات سیّد احمد خان صاحب کی تفسیر مین موجود ہین۔ اور یہ مضامین اُردو مین چھاپ کر شائع کرنے شروع کئے اور لوگون نے اُن مضامین کو نہایت عجیب سمجھکر بہت شوق سے دیکھنا شروع کیا اور اس قسم کی کتابین گران قیمت تاہون تاہون یکبی شروع ہوئین اور اُنکے دیکھنے سے عوام کے اعتقاد مین خرابی آنے لگی۔ اور خدانخواستہ مذہب اسلام مین فتنہ عظیم پیدا ہونیکا خوف ہوا پس ہمنے اللہ کی توفیق سے حسبۃً للہ اس فتنہ کے دفع کرنیکے لئے کمر ہمت باندہی ہے اور نیچریون کی ردّ مین ماہوار ایک پرچہ بطور اخبار جاری کرنا تجویز کیا ہے جسکی قیمت سالانہ گورنمنٹ انگریزی و والیان ملک سے عہ روسا و امرا سے عہ عام شائقین سے صہ مع محصول ڈاک مقرر کی گئی ہے۔ یہہ پرچہ یکم ماہ شعبان سے جاری ہوا ہے برادران دینی سے توقع ہے کہ حمایت اسلام کو فرض سمجھکر اس کارخیر مین ہماری مدد کرین تاکہ اُسکے مصارف کے مشکلات اُسکے اجرائے کے مانع نہون اور اُنکی مدد صرف استمداد کافی ہے کہ ایک ایک پرچہ اپنے ملاحظہ کے واسطے منظور فرماوین ہر قسم کی تحریر پیڈ اور کوا غذ زر رجسٹری شدہ بنام مالک مطبع آنا چاہیین جو حضرات مضامین سے امداد فرمائینگے ایک پرچہ مُفت پائینگے ٭

العبد محمد اعجد علی مالک اخبار ہذا عظیم مُرادآباد

اڈیٹر کھتا ہے

اِس رسالہ کے دو نمبر بابت شعبان و رمضان ۱۳۰۸ھ میری نظر سے گزرے ہین مؤلف رسالہ نے جزاہ اللہ خیرا) تحریر و بیان مین ایسا اختصار و ایجاز مدنظر رکھا ہے کہ گویا دریا کو کوزہ مین بند کیا ہے و مع ذلک جس مضمون سے تعرض کیا ہے اُسمین الزام مخاطب کو حد کمال تک پہنچا دیا ہے - اِس کمال معنوی پر اسکا حسن صوری اور بھی جلوہ دکھا رہا ہے اور حلیہ خط زیبا اور طبع مصفّا زیب و زینت دوبالا کر رہا ہے - تسعیر معاوضہ روئے نمائی قلیل ہے - شایقو دوڑو اور اِس یوسف کے خریدارون مین داخل ہو کہ باین الفاظ خدا کا شکر ادا کرو ؎ جمادی چند دادم جان خریدم - بحمد اللہ عجب ارزان خریدم

رسالہ نیچر خوبی پر

ریویو

یہہ رسالہ میرے ایک عزیز دوست ڈاکٹر خوب داد خان کی تالیف ہے اسمین مولف نے نیچر (یعنی مخلوقات) کے صنایع و بدایع کو اِس خوبی سے بیان کیا ہے کہ اس سے بے اختیار وجود خالق کا اقرار کرنا پڑتا ہے - اور اِس بیان سے امام غزالی کے اُس قول کو تصدیق کیا ہے جو اُنکے رسالہ منقذ من الضلال سے اشاعت السنہ نمبر ۵ جلد ۱۳ صفحہ ۱۳۶ مین منقول ہوا ہے کہ حکماء طبعیین نے عالم طبعیت اور عجائبات حیوانات و نباتات مین (جو منجملہ نیچر ہین) بحث کی اور علم تشریح اعضاء حیوانات کو ٹٹولا اور اسمین خدا کے عجائب صنائع کو دیکھا تو لکھنا چار خداوند عالم کے وجود کا قایل ہونا پڑا - اور اِس تشریح اور عجائبات منافع اعضا مین جو کوئی غور کریگا اُسکو ضرور علم بوجود خالق حاصل ہوگا -

مین اِس رسالہ کو بدل پسند کرتا ہون اور اہل شوق کو اُسکی خریداری کی رغبت دلاتا ہون اسکی قیمت معہ محصول ڈاک (۴ر) مقرر ہوئی ہے اور مواضع فروخت مقامات ذیل ہین -

(۱) دہلی بازار فتحپوری - دوکان شیخ نور الٰہی سوداگر ادویات انگریزی -

(۴) دہلی چتلی قبر۔ دوکان ڈاکٹر غفار داد خان۔

(۳۵) رائی کہیت کمسریٹ۔ مقام سکونت مولف سلمہ اللہ۔

مناظرۂ مذہبی

پر

مناسب رائے

لایق توجہ گورنمنٹ وارا کین ہر مذہب وملت

[جو درحقیقت بحث ومناظرہ تقریری وتحریری کے لئے ایک مستند العمل قانون امن ہے اور اس سے عموماً مباحثات تحریری وتقریری مختلف فرقہ ہائے اہل اسلام۔ یہود۔ نصاری وغیرہ مذاہب پر ہر منصف فہمی رائے کو رائے گمانیکا موقع ملسکتا ہے کہ از انجملہ کونسا مباحثہ مبنی بر انصاف وثمر خیز ہے اور کونسا مجادلہ مبنی بر اعتساف ومخرب بنا ودر شر ہے]

مناظرہ اصطلاح علما، فن مین اس بحث وگفتگو کا نام ہے جو اظہار صواب وتحقیق حق کے نظر سے کیجاتی ہے اور یہہ مناظرہ حق وباطل وصواب وخطا مختلف ارا کے تحقیق وتمیز کے لئے عمدہ ذریعہ ہے۔ یہہ مناظرہ نہ ہوتا تو بہت سی باتون کے صواب وخطا کا انکشاف نہ ہوتا۔ مگر افسوس ایک مدت دراز سے مختلف فرقہ ہائے اہل اسلام وغیرہ اہل ملل ونحل سے وجود مناظرہ عنقا صفت ہوگیا ہے اور بجائے اسکے **مجادلہ** (جو بحث بغرض الزام مخاطب سے عبارت ہے) یا **مکابرہ** (جو بلا کسی غرض ومنفعت کے شور وشغب کرنیکا نام ہے) اکثر گوگون مین مروج ودستور العمل ہو رہا ہے ؎ پری نہفتہ رخ ودیو در کرشمہ وناز + بسوخت عقل زحیرت کہ این چہ بوالعجبیست۔ پہر اس مجادلہ یا مکابرہ مین بھی تہذیب وانصاف سے کام نہین لیا جاتا۔ بلکہ بے تہذیبی وناانصافی کو درجہ کمال پر پہنچایا جاتا ہے انکے **مناظری** (جو درحقیقت مجادلے یا مکابرے ہین) دو قسم ہوتے ہین۔

قسم اول مناظرات تقریری قسم دوم مناظرات تحریری -

قسم اول کا بعینہٖ وہی حال ہوتا ہے جو درندون (تعیین جنس و نام سے لحاظ آتا ہے) کی لڑائی میں دکھائی دیتا ہے - جب دو درندے آپسمین مقابلہ کرنا چاہتے ہین تو پہلے ایک دوسرے کو تیوڑی چڑھا کر تیز نگاہ سے دیکھتا ہے پھر تھوڑی تھوڑی گونجی ہوئی آواز نتھنون سے نکلتی ہے - پھر تھوڑا سا چیڑ کھلتا ہے اور دانت دکھائی دینے لگتے ہین - پھر حلق سے آواز آنے لگتی ہے - پھر دو باہمین چڑھ جاتی ہیں اور دانت باہر نکل آتے ہیں اور مونہہ سے جھاگ نکل پڑتی ہے اور سخت آواز کے ساتھ ایک دوسرے پر حملہ کرتا ہے اسکی ٹانگ اسکے مونہہ مین اور اسکا ہاتھ اسکے جبڑے مین اس نے اسکو پہاڑا اور اس نے اسکو پچھاڑا آخر جو دونون مین سے کمزور ہوا دم دبا کر بھاگا -

یہی حال ان بے انصاف و غیر مہذب مجادلین کی مجالس مناظرہ مین ہوتا ہے پہلے ایک دوسرے کو آہستگی سے ایک ایسی الزامی بات جو اسکا دل دکھائے کہتا ہے وہ اسکے جواب مین ویسی ہی الزامی بات اسکے ذمہ لگاتا ہے - پھر وہ جواب مین کہتا ہے تم جاہل ہو اس بات کو تم کیا جانو - وہ جواب دیتا ہے تم کافر ہو تم مسایل دین کو کیا سمجھو پھر دونون فریق کی نگاہیں بدل جاتی ہین تیوڑیان چڑھ جاتی ہین باہمین چڑھ جاتی ہین دانت نکل پڑتے ہین مونہہ سے تھوک اڑنے اور جھاگ نکلنے لگتی ہے سانس چڑھ جاتا ہے چیخ و چلاہٹ شروع ہو جاتی ہے - آستینین چڑھا کر ہاتھ پہلا کر ایک دوسرے پر حملہ کرتا ہے اسکی ڈاڑھی اسکے ہاتھ مین اور اسکی گردن اسکی بغل مین - اسکا جوتا اسکے سر پر اور اسکا عمامہ اسکے مونہہ پر خوب سر پھٹول ہوتی ہے - آخر کمزور آدمی پٹ کر گرتا ہے پہاڑتا ہے سر کے بال سنوارتا ہوا گھر کی راہ لیتا ہے - اور اگر اس مجلس مین کوئی عقلمند ہوا ہوا اور مار پیٹ کی نوبت نہ آئی تو گالی گلوچ تو ضرور ہی ہوتی ہے - پھر ہار پیٹ کی کسر کچہری عدالت مین نکالی جاتی ہے اس نے اس پر توہین مذہب کی نالش کر دی اس نے اس پر

از راہ حیثیت عرفی کی عرضی دی - آخر فریقین مین سے کسی نہ کسی کو قید یا جرمانہ کی سزا ہوتی ہے یا معاملہ وضمانت دیکر خلاصی ہوتی ہے اور اگر کسی دوراندیش کے کہنے سننے سے نالش رک گئی تو اسکی کسر تحریرات واخبارات کے ذریعہ نکالی جاتی ہے کوئی (جسکا فتوی چلتا ہے) تو اپنے مخالف کی نسبت گریز وفرار کا اشتہار دیکر یہہ فتوی لگاتا ہے کہ اسکا حقہ پانی بند کیا جاوے اور اُسکے پیچھے کوئی نماز نہ پڑہے اور اسکے ساتھ کہانا پینے ملنے بیٹھنے کا برتاؤ ومعاملہ کوئی نہ رکھے جو ایسا کریگا وہ بھی دین سے خارج کیا جائیگا اور اُسکا حقہ پانی بند ہوگا - اور کوئی (جو مفتی قاضی نہین ہوتا) اخبارون واشتہارون کے ذریعہ سے اپنے مخالف کی گریز وفرار وکفر وارتداد کی تشہیر کرتا ہے اور اُسکی نسبت جو کہنا ہو سو کہتا ہے - الغرض ایک دوسرے کے ذلیل کرنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین ہوتا -

اسکا سرّ واصل اصول یہی ہے کہ پہلے ہی سے ہر ایک فریق کو اپنے مخالف کا ذلیل کرنا منظور ہوتا ہے - اور جلسہ مناظرہ اسی غرض وتقریب سے منعقد کیا جاتا ہے - حق کہنا یا حق سننا اپنی غلطی پوچھنا یا دوسرے کی غلطی بتانا کسی کو مدنظر نہین ہوتا پھر اس ذلیل کرنے مین کوتاہی کرنے مین خلاف مفروض لازم آتا ہے جسکا ارتکاب ایسے متہوّر پہلوانون سے کب ممکن ہے - لہذا جسّے جسقدر بن آتی ہے تذلیل خصم مین کوشش کرتا ہے -

یہ باتین سنے فرضی واحتمالی نہین کہین بلکہ واقعی ویقینی بیان کی ہین جو اپنی آنکھون سے دیکھی یا کانون سے سنی ہین -

لاہور - امرتسر - بٹالہ - وزیرآباد - مانگٹی والہ بھیرہ خوشاب - لودہیانہ - دہلی - کوٹلی لوہاران - پیلی بھیت - آرہ - وغیرہ متعدد مقامات کی مناظرات مین ان باتون کا وقوع ہوا - کہین مار پیٹ ہوئی کہین فتوون کی تلوار چلی

تصدیق مؤلف ۱۲ - استغفار تک سرکاری کاغذ پر لکھی ہوئی ہے - دوسرے کاتب کو مضمون دیا وہ یہی ہے جو میرا ہے - اخراجات مشترکہ بھیجنے صفحہ ۱۶۵ کا باقی حصہ سرکاتب سے لکھوایا شروع کا انشاء اللہ بعد لفظ فاطرین ہوگا -

کہین عدالتون تک نوبت پہنچی کہین اخبارون واشتہارون مین خاک اوڑہی۔ اور سب وشتم وطعن وتوہین سے تو کوئی مجلس خالی نہین گزری۔ میرے اس بیان مین کسیکو شک ہوگا تو مین بہ تفصیل حالات مناظرہ ہر ایک مقام کی اوسکی تسلی کردونگا۔

ان مناظرات کا یہ حال دیکھکر مین نے الہا سال سے اُنکی مجالس عامہ مین مناظرہ کرنے سے اعراض وانکار اختیار کر رکہا ہے اور جب کوئی بطبق مثل مشہور (تو مان نمان مین تیرا مہمان) خواہ مخواہ مدعی مناظرہ ہوتا ہے تو اوسکے سامنے ایسے شروط کو پیش کیا جاتا ہے کہ اولاً تو اون شروط کی یمن وبرکت سے وہ ظاہری مناظرہ (جو حقیقت اور باطن مین جہاد ومجادلہ ہوتا ہے) وقوع مین نہ آوے اور وہ شروط اس مفسدن شر وفساد کے روکنے کے لئے قل اعوذ برب الفلق الخ وقل اعوذ برب الناس الخ کا کام دین اور اگر وہ مناظرہ وقوع مین آہی جاوے تو جس شر وفساد کا اس سے اندیشہ ہوتا ہے وہ واقع ہونے پاوے۔ مفسدین کی نیت فساد دل کی دل ہی مین رہجاوے اون شروط کی پابندی اونکو کچہہ نکرنے دے۔ وہ شروط سحر یا اعجاز کا کام دین اور بقلب حقائق بطور خرق عادت انکی مجادلہ کو مناظرہ بنا دین۔

اون شروط کو مینے مختلف اوقات ومتعدد مواضع مین پیش کیا سنہ ۹۶ء مین بمقام وزیر آباد۔ ومئی وجون سنہ ۹۷ء مین بمقام کاہنہ گڈہ (چنانچہ اخبار سفیر ہند مطبوعہ ۶ مئی وہ جون سنہ ۹۷ء مین مندرج ہے) اور اکتوبر سنہ ۹۷ء مین بمقام بٹالہ ضلع گورداسپورہ (چنانچہ ضمیمہ اخبار سفیر ہند مطبوعہ ۲۰ اکتوبر سنہ ۹۷ء مین مرقوم ہے) اور اپریل سنہ ۸۰ء مین بجواب درخواست مناظرہ اہل دہلی۔ چنانچہ اشاعت السنہ نمبر ۴ جلد ۳ مین منقول ہے۔ آخری شروط جو اہل دہلی کے جواب مین پیش کی گئی تہین اونکی تفصیل معروض ذیل ہے

جنکے عرض و بیان سے غرض یہہ ہے کہ ناظرین اور وہ اراکین جنکو ہم اس مضمون کیطرف توجہ دلانا چاہتے ہین اون شروط کو غور کی نگاہوں سے دیکھین پھر اونکے واجبی یا ناواجبی ہونے کی نسبت منصفانہ رائے دین۔

وہ شروط یہ ہین

الف حضرات مخاطبین مدعیان مباحثہ صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع سے درخواست کرین کہ ہم عام مجلس مین مذہبی گفتگو کرنا چاہتے ہین ہمکو پولیس کی مدد دیجاوے اور شور و فساد سے مجلس مین امن رہے جبتک یہ انتظام مجلس کا نہوگا عام مجلس میں شروع نکیا جاویگا۔

ب اس مجلس عام کی حاضرین کی ایسی فہرست لکھی جاوے تاکہ وہ لوگ جو تقہ نہین نہ عزت کا خوف رکھتے ہین نہ مواخذہ پولیس سے ڈرتے ہین اور سخت کلامی سے رہ نہین سکتے اس جلسہ مین شامل ہونے پاوین۔

ج فریقین سے ایک ایک شخص گفتگو کیواسطے مقرر ہو اور اسکے سکوت کو سب اپنا سکوت والزام مان لین اور جب وہ ساکت ہوکر رہ جاوے تو پھر دوسرے شخص کو اسی شرط سے پیش کرین۔

د کوئی شخص جانبین سے کلام مناظرین مین دخل نہدے نہ شہادۃً نہ اعانۃً نہ صراحۃً نہ اشارۃً

ہ کوئی شخص مناظرین و حاضرین مجلس کی نسبت سخت کلامی و توہین نکرے نہ زبان سے نہ کسی فعل یا اشارہ سے۔

و جو کچھ فریقین بیان کرنا چاہین وہ پہلے تحریر مین آوے پھر تقریر مین اور تا اختتام کلام ایک فریق کے دوسرا شخص لب نہ ہلاوے۔

ز اثنا گفتگو مین مبحث مقصود سے خروج نہو اور اگر کوئی اجنبی امر مقصود کا

موقوف علیہ ہو تو اوسکو قبل از بحث طے کرلیا جاوے۔

ح مسائل بھجوتہ مقرر کئے جاوین۔ پھر قبل اختتام بحث اون مسائل کے فریقین دوسری طرف نہ جاوین۔

ط جب کسی فریق کے نزدیک بحث اختتام کو پہنچے تو تحریرات طرفین کسی منصف مسلم الطرفین کے پاس ارسال کیجاوین۔ پھر جو منصف صاحب بحث روئداد تحریرات (نہ اپنی خیالی تحقیقات) کے فیصلہ کرے وہ فریقین تسلیم کرلین۔

ی جو شروط مذکورہ خصوصاً شرط چہارم و پنجم کا خلاف کرے وہ مجرم قرار دیا جاوے اور پانسو روپیہ جرمانہ کی سزا کا مستحق ہو۔ اور یہہ بات بطور اقرار نامہ فریقین سے لکھوائی جاوے۔

ان شروط نے اکثر مواضع مین تو موذیتین کا کام دیا اور اصل مناظرات معدن فسادات کو وقوع سے روکا۔ اور بعض جگہہ مناظرہ وقوع مین آیا تو ان شروط کی برکت سے عین مجلس مناظرہ مین شر و فساد نہونے پایا۔ اگر یہہ بعد اختتام مناظرہ خصوم ناانصاف نے بذریعہ تحریرات و اشتہارات اپنا آخری کام کرلیا۔ اصلے واقعات کو برخلاف واقع مشہور کرکے لوگون کو ہنگایا اور پہلی حالت سے ہٹایا **اسی نظر** سے مین ایسے مناظرات کے ہونے کو ہونے پر (اگرچہ پابندی شروط ہون) ترجیح دیتا ہون۔ اور جن مواقع پر عدم تسلیم شروط کے سبب مناظرہ موقوف رہا انکو اون مواقع سے جہان پابندی شروط وقوع مین آیا بنظر مآل و انجام کار بہتر سمجھتا ہون اور اکثر جہان کہین سے مناظرہ کے لئے میری طلبی ہوتی ہے اعراض و انکار کرجاتا ہون۔

مرے سے بزعم خود دشمن و نادان دوست میرے اس اعراض و انکار کو گریز و فرار و پست ہمتی و بزدلی کہتے ہین مگر مین بخیال مآل و انجام کار اس

اعراض و انکار کو بڑی خوشی و افتخار سے اپنا شعار سمجھتا ہون - اور ایک بار نہین ہزار بار کہتا ہون کہ مین ایسے مناظرون سے ہمیشہ کے لئے انکار ہی ہون - میرے اس انکار کو وہ لوگ دنیا مین پھیلاوین اور مجھے کبھی کسی مناظرہ مین نہ بلاوین - ہان ایسے مناظرات سے مجھے انکار نہین ہے جو درحقیقت مناظرات ہون - یعنے دوستانہ بحث و گفتگو بغرض اظہار صواب و تحقیق ہو - فریقین اپنی غلطی خیال کا دریافت کرنا یا دوسرے کی غلطی رائے کا اخلاق و محبت و انسانیت سے ظاہر کرنا چاہین اور وہ لوگ بھی ایسے ہون جنمین باہم سابق کینہ و عداوت و بداخلاقی و نفسانیت نپائی جاوے - بلکہ حسن خلقی و نیک نیتی سے اونکی شہرت ہو - اور مجمع عام مین اوباش خلائق کا جمع کرنا بھی وہان مرکوز خاطر نہو - دو چار دوست باہم ملکر بیٹھین اور نہایت متانت و شائستگی سے گفتگو کرین - جب ایک دوسرے کے جواب و خلاف مین کچھ کہنا چاہے تو ایسے الفاظ سے اپنے خلاف کو تعبیر کرے کہ دوسرے کو اسمین مخالفت و نفسانیت کی بو نہ آوے مثلاً یون کہو کہ آپکا فرمانا بجا ہے مگر میرے فہم ناقص مین نہین آیا - آپ اس مدعا کو دوبارہ ادا کرین - اور میرے ان شکوک کو جو اس مدعا کے نسمجھنے سے مجھے مانع ہوئے ہین حل کر دین - یا یون کہے کہ آپکی تقریر ماشاء اللہ نہایت سچائی و نیک نیتی پر مبنی ہے مگر افسوس فلان فلان وجہ سے مجھے اس سے توافق کرنے مین عذر ہے - اسی قسم کے دو تین دفعہ تقریرین کرے - پھر جب دیکھے کہ مخاطب ہماری بات نہین سمجھتا - یا جو وہ کہتا ہے اپنی سمجھ مین نہین آتا تو اس گفتگو کو دوسرے وقت پر موقوف و معلق کر دے اس پر ایہ و عذر سے کہ اس وقت ہمارا فہم اس گفتگو کے سمجھنے سے قاصر ہے اسلئے اوسکو دوسرے وقت پر ملتوی کیا جاتا ہے - اس عنوان سے گفتگو ہو تو تقریر حق و مدلل دوسرے کے

دل مین تریاق کا سا اثر پیدا کرے اور مناظرہ واقعی اثر دکھائے۔

قسم دوم (یعنے مناظرات تحریری جو بذریعہ کتب و رسائل وقوع مین آتی ہین) کا بھی ایسا ہی حال ہوتا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ انمین سر پھٹول اور جوتم جوتا کی نوبت نہین آتی باقی سب دشنام و طعن و توہین و فتوون اور نالشون کی تلوار بدستور چلتی ہے۔ اُن سب باتون کی تفصیل اور اسکی شناعت و قباحت پر دلیل سے مجھے اس مقام مین بحث نہین میری بحث دو امر سے ہے اور ان ہی کی طرف ناظرین کو توجہ دلانا میرا مقصود ہے۔

امر اوّل یہہ کہ ان تحریرات مین بعض اشخاص اپنے مخاطب کے علاوہ اسکے معبودون و اکابر مذہب کو برا کہتے ہین اور سبّ و توہین سے یاد کرتے ہین اور یہہ امر میرے خیال و علم مین کسی مذہب کے رو سے جائز نہین ہے اور مذاہب کے نقل و بیان سے تو مین اس مقام مین تعرض نہین کرتا اسکو ان ہی مذاہب کے حامیون اور عالمون کے بیان پر حوالہ کرتا ہون۔ مذہب اسلام کے ہدایت و نصیحت کو اس مقام مین ہدیہ ناظرین کرتا ہون۔ اللہ تعالے نے قرآن مجید مین ارشاد فرمایا ہے مت گالی دو اُنکو جنکو یہہ لوگ خدا کے سوا پکارتے ہین (ایسا کروگے) تو یہہ از راہ تعدی خدا کو گالیان دینگے۔

ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوًا بغیر علم (انعام رکوع ۱۳)	اور اوسکے رسول مقبول نے فرمایا ہے کبیرہ گناہون سے ایک بڑا گناہ یہہ ہے کہ انسان اپنے مان باپ کو لعنت کرے لوگون نے کہا یا رسول اللہ صلعم مان باپ کو کوئی کیونکر لعنت کرتا ہے۔ فرمایا یہہ کسیکے باپ کو گالی دیتا ہے وہ اسکے بدلے اسکے باپ کو گالی دیتا ہے یہہ اسکی مان کو گالی دیتا ہے وہ
عن عبد اللہ بن عمرؓ قال قال النبی صلعم ان من اکبر الکبائر ان یلعن الرجل والدیہ قیل یا رسول اللہ وکیف یلعن الرجل والدیہ قال یسب ابا الرجل فیسب ابا ہ ویسب امہ فیسب امہ رواہ البخاری ص ۸۸۳ فی صحیح۔	

اسکی مان کو گالی دیتا ہے۔

یہہ آیہ خدا تعالے نے مشرکین عرب کے اس قول کو کہ تو نے قرآن لوگوں سے سیکھا ہے ذکر کرنے کے بعد فرمائی ہے جس سے مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان انکے اس قول کو سنکر اسکے بدلے و مقابلہ مین انکے معبودون کو برا نکہین۔ ایسا نہو کہ وہ اسکے بدلہ مین خدا کو برا کہنے لگ جاوین۔ اسمین ہمارے عین مقصود اور مجوثہ عنہ کا قانون بتایا اور یہ فرمایا ہے کہ جب بحث و مناظرہ مین خصم جہالت و نفسانیت اختیار کرے تو اوسکے جواب مین تم جہالت اختیار نکرو بلکہ درگذر کرکے اعراض کرجاؤ۔ چنانچہ دوسری آیات مین ارشاد فرمایا ہے۔ جب مومن لغوبات کسی سے سنتے ہین تو اس سے

واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنہ وقالوا لنا اعمالنا ولکم اعمالکم۔ قصص ع ۶	منہ پھیر لیتے ہین اور کہتے ہین ہمارے لئے ہمارے اعمال تمہارے لئے تمہارے۔ اور
واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما واذا مروا باللغو مروا کراما۔ فرقان ع ۶	فرمایا جب ان سے جاہل مخاطب ہوتے ہین تو وہ سلام کہکر پیچھا چھوڑاتے ہین۔ اور فرمایا

جب وہ یہودہ مجالس سے گزرتے ہین تو انسے بچکر نکل جاتے ہین۔

یہ معنے آیت کے جو ہمارے خیال مین آئے ہین یعینہ امام رازی نے تفسیر کبیر مین فرمائے ہین چنانچہ کہا ہے۔ "اعلم ان ھذا الکلام ایضا متعلق بقولھم للرسول انما جمعت ھذا القرآن من مدارسۃ الناس مذکرتھم فانہ لا یبعد ان بعض المسلمین اذا سمعوا ذلک الکلام من الکفار غضبوا وشتموا آلھتھم علی سبیل المعارضۃ فنھی اللہ تعالی عن ھذا الفعل لانک متی شتمت آلھتھم غضبوا فربما ذکروا اللہ تعالی بما لا ینبغی من القول فلاجل الاحتراز عن ھذا المحذور وجب الاحتراز عن ذلک المقال۔ وبالجملۃ فھو تنبیہ علی ان خصمک اذا شافھک بجھل وسفاھۃ لم یجز ان تقدم علی مشافھتہ بما یجری مجری کلامہ فان ذلک یوجب فتح باب المشافھۃ والسفاھۃ وذلک لا یلیق بالعقلاء۔

اِس عبارت کا خلاصہ نثر جسکا وہی ہے جو ہمنے بیان معنی آیت مین کیا ہے اسکو اعادہ و تکرار کی حاجت نہین ہے - اور تفسیر کبیر و معالم وغیرہ مین یہہ بھی کہا ہے کہ مسلمانون نے انکے معبودون کو برا کہا تسپر اس آیۃ کا نزول ہوا - اور تفسیر معالم مین ہے کہ ابن عباس (صحابی) نے فرمایا ہے جب آیت لانکم و ما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم نازل ہوئی تو مشرکین نے کہا یا محمد ہمارے معبودون کے برا کہنے سے تو باز آ ورنہ ہم تیرے رب کو برا کہینگے - پس خدا تعالے نے انکے معبودون کو برا کہنے سے منع کر دیا - قتادہ (تابعی) نے کہا ہے مسلمان بتون کو برا کہتے تھے تسپر خدا تعالے نے انکو اس سے منع کیا تاکہ وہ خدا کو برا نہ کہین اسلئے کہ وہ جاہل قوم ہے (اسکے بعد معالم مین وفات ابوطالب کا قصہ نقل کیا جس مین اسی قسم کا بیان ہے - پھر فرمایا) جب یہ آیۃ ممانعت و شتام دہی نازل ہوئی تو آنحضرت نے اپنے اصحاب کو فرمایا کہ تم اپنے خدا کو برا نہ کہو پس لوگ انکے معبودون کو برا کہنے سے رک گئے اس آیۃ مین اگرچہ بظاہر بتون کے برا کہنے سے ممانعت ہے مگر درحقیقت خدا کو برا کہنے سے ممانعت ہے اِس لئے کہ بتون کو برا کہنا خدا کو برا کہنے کا سبب ہے -

قال ابن عباس لما نزلت انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم قال المشرکون یا محمد لتنتہین عن سب الہتنا او لنہجون ربک فنہاہم اللہ تعالی ان یسبوا اوثانہم - وقال قتادۃ کان المسلمون یسبون اصنام الکفار فنہاہم اللہ عز وجل عن ذلک لئلا یسبوا اللہ فانہم قوم جہلۃ ... فلما نزلت ہذہ الآیۃ الا ان الذین سبقت لہم منا الحسنی الآیۃ قال رسول اللہ صلعم لاصحابہ لا تسبوا ربکم فامسک المسلمون عن سب الہتہم - وظاہر الآیۃ نہی عن سب الاصنام وان کان نہیا عن سب الاصنامۃ فانہ یتضمن النہی عن سب اللہ لانہ یحمل الکفار علی سب اللہ عدوا بغیر علم فہو کالنہی عن سب الوالدین لانہ یفضی الی سب الوالدین -

مجدد العصر شہر العلم فی البدو والحضر مرجع العز والکمال نواب ریاست بہوپال لازال بالاقبال نے تفسیر فتح البیان مین فرمایا ہے کہ اس آیۃ کے معنے یہہ ہین یا محمد والمعنی لا تسب یا محمد الہۃ کفار کے معبودون کو برا نہ کہو یہہ خدا کو برا کہنے کا سبب

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

ھولاء الکفار التی یدعونھا من دون
اللہ فینسب عن ذلک سبھم للہ
عدوانا وتجاوزا عن الحق وجھلا
منھم وفی ھذہ الآیۃ دلیل علی ان
اللہ اعلی الی الحق والناھی عن الباطل
اذا لخشی ان یتسبب عن ذلک ما ھو
اشد منہ من اھتاک حرم ومخالفۃ
حق وقوع فی باطل اشد کان الترک
اولی بل واجباً ++ وقد ذھب
جمھور اھل العلم الی ان ھذہ الآیۃ
محکمۃ ثابتۃ غیر منسوخۃ وھی اصل
اصیل فی سد الذرائع وقطع التطرق
الی المتشبہ ++ وعن ابن عباس قال
قالوا یا محمد صلعم لتنتھین عن سبک آلھتنا
اولنھجون ربک فنھاھم اللہ ان یسبوا
اوثانھم فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم
وقد ثبت فی الصحیح ان رسول اللہ
صلعم قال ملعون من سب والدہ
قالوا یا رسول اللہ وکیف یسب الرجل
والدیہ قال یسب ابا الرجل فیسب
اباہ ویسب امہ فیسب امہ

ہوگا اس آیت میں اس بات پر دلیل ہے کہ
جو شخص لوگوں کو حق کیطرف بلاوے اور
باطل سے ہٹاوے جب اُسکو اس امر و نہی
کے سبب اس سے بڑکر ہتک حرمت و
مخالفت حق وارتکاب باطل کا خوف ہو تو
اُسوقت امر و نہی کو ترک کرنا اولی بلکہ واجب
ہے ++ جمہور اہل علم قائل ہیں کہ یہ آیت
محکم ہے منسوخ نہیں۔ اور یہ فساد کی ذریعوں
کے روکنے اور شبہوں کیطرف چلنے کو توڑنے
کے لئے عمدہ قانون ہے۔

اور حضرت ابن عباس رض سے مروی ہے
کہ (منکروں نے) کہا اے محمد تو ہمارے معبودوں
کے برا کہنے سے باز آئیں تو ہم تیرے خدا کو
برا کہینگے پس خدا نے انکے بتوں کے برا کہنے سے
منع کیا تاکہ وہ خدا کو برا نہ کہیں۔ اور صحیح بخاری
میں ثابت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ملعون ہے
جو مان باپ کو گالی دیتا ہے لوگوں نے کہا مان
باپ کو کوئی کیسے گالی دیتا ہے فرمایا یہ کسیکے
باپ کو گالی دیتا ہے وہ اسکے باپ کو گالی دیتا
ہے یہہ کسی کی مان کو گالی دیتا وہ اسکی
مان کو۔

اور تفسیر کبیر مین امام رازی نے فرمایا ہی اس پر کوئی یہہ شبہ کرسکتا ہے کہ تبونکو
برا کہنا تو تابعداری کی جڑہ ہے پہر اس سے
خدا تعالی کا منع کرنا کیونکر درست ہوسکتا
ہے اسکا جواب یہہ ہی کہ یہہ برا کہنا اگرچہ
تابعداری کی بات ہی مگر جب تابعداری
ایسے طور پر وقوع مین آوے جس سے
بہت بری بات پیدا ہو تو اس سے بچنا لازم
ہے اوہان ہی امر موجود ہے انکی تبون کو
برا کہنا خدا کو برا کہنے اور رسول کو گالیان
دینے اور جہالت کا دروازہ کہل جانے
اور اُن لوگونکو دین اسلام سے بھگانے اور انکے
دلون مین غیظ و غضب پیدا کرنیکا موجب
ہوتا ہے اسلئے خدا تعالے نے اس سے
منع کیا + + +

اور فرمایا ہے کہ اسی آیتہ سے یہہ بھی معلوم
ہوتا ہے کہ اچھی بات کا لوگون کو حکم دینا
کبھی برا ہی ہوجاتا ہی - جب وہ اور برائیون
کے ارتکاب کا موجب ہو - اور بری بات
سے روکنا برا ہوجاتا ہے جب وہ زیادہ
برائی کرنیکا باعث ہو - اور اس امر کے
تصفیہ کے لئے غلبہ ظن قائمقام یقین

لقائل ان یقول ان شتم الاصنام
من اصول الطاعات فکیف یحسن
من اللہ تعالی ان ینہی عنہا والجواب
ان ھذا الشتم وان کان طاعۃ الا
انہ اذا وقع علی وجہ یستلزم مفسدۃ
منکر عظیم وجب الاحتراز منہ
والامر ھہنا کذلک لان ھذا الشتم
کان یستلزم اقدامہم علی شتم اللہ
وشتم رسولہ وعلی فتح باب
السفاھۃ وعلی تنفیرھم عن
قبول الدین وادخال الغیظ
والغضب فی قلوبھم فلکونہ
مستلزما لھذہ المنکرات وقع
النہی عنہ + + + قالوا وھذہ
الایۃ تدل علی ان الامر بالمعروف
قد یقبح اذا ادی الی ارتکاب منکر والنہی
عن المنکر یقبح اذا ادی الی زیادۃ منکر وغلبۃ
الظن قائمۃ مقام العلم فی ھذا الباب
وفیہ تادیب لمن یتعاطی الدین ایجابا
یتشاغل بما لا فائدۃ لہ فی المطلوب لان

وصفا لاوثان باانها جماد فلا تنفع ولا تضر یکفی فی الرد حرفی الشهادة والجامع وجه بدیهی اشتهما

ہوسکتا ہے۔ اور اس آیۃ مین یہہ بھی ادب سکھایا ہے کہ واعظ یا منادی کرنے والے

کو چاہئے کہ بعایدہ بات مین مصروف نہو بتون کی الوہیت توڑنے کے لئے جب اتنا کہنا کہ وہ پتہ ہین اور نفع و نقصان پر قادر نہین کافی ہے تو پھر انکو گالیان دینے کی کیا حاجت ہے

اس آیت اور اس حدیث سے بشہادت تفسیر و بیان اکابر اسلام بخوبی ثابت ہے کہ اتنا مباحثہ و مناظرہ مین باخارج از مباحثہ کسیکے معبود و بزرگ و پیشوای و بانی مذہب کو (گو واقع مین وہ مبطل و گمراہ و برا کہنے کے لائق ہی کیون نہ ہو) ایسی حالت مین برا کہنا کہ اسکے بدلہ مین خدا اور رسول کو برا کہلانیکا اندیشہ ہو ممنوع و حرام ہے اور وہ عین خدا اور رسول کو برا کہنا ہے۔ جو جلب لعنت و غضب الہی کا موجب ہے اسکا خلاف ہم نے کتاب و سنت مین کہین نہین دیکھا۔ اور کسی آیت یا حدیث مین نہین پایا کہ جس حالتین کسی گمراہ یا معبود باطل کو برا کہنے سے خدا اور رسول کو برا کہلانیکا خوف ہو تو اس حالت مین انکو برا کہنا جائیز ہے یا یہہ امر کسی ہادی و بانی مذہب سے سرزد ہوا ہے۔

جو لوگ اس قسم کے مباحث غیر مہذبانہ کے عادی ہین اور غیر مذہب کے اکابر کو برا کہنے اور اسکے بدلہ اپنے اکابر کو برا کہلانے کو منجملہ طاعات عمری ایک بڑی طاعت جانتے ہین اور اس امر کو جہاد نفسانی خیال کرتے ہین اپنے اس خیال پر یہہ دلائل ذیل استدلال کرتے ہین۔

(۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے وقت کے کافرون سے عین اثنا مباحثہ مین مخاطب ہو کر فرمایا۔ اف لکم ولما تعبدون من دون اللہ۔ یعنے تف ہے تمکو اور تمہارے معبودونکو جنکو خدا کے سوا پوجتے ہو۔

(۲) خدا تعالی نے خود کفار کے معبودون کی نسبت فرمایا ہے انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم۔ یعنے تم اور جنکو تم خدا کے سوا پوجتے ہو دوزخ

کا ایندن ہو۔

(۳۴) آنحضرت صاحم نے عین مقابلہ مین مشرکین کو بُرا کہلایا اور حسان بن ثابت شاعر کو انکی ہجو کے لئے مسجد مین منبر رکھوادیا۔ چنانچہ صحیح بخاری و صحیح مسلم مین موجود ہے۔

(۳۵) محدثین ہر عصر و طبقہ کے غیر ثقات لوگون کو برا کہتے چلے آئے ہین اور سخت الفاظ کذاب دجّال وغیرہ سے یاد کرتے رہے ہین۔ وعلی ھذا۔

مگر ہمارے خیال مین یہ استدلالات انکے خیالات کی تائید سے قاصر ہین۔ بات جسمین ہماری انکی نزاع ہے یہ مفروض و مقرر ہے کہ جس حالت مین معبودون باطل یا گمراہون کو برا کہنے مین جانب مقابل سے خدا کو بُرا کہنے کا اندیشہ ہو اس حالتمین انکو بُرا کہنا جائز ہے یا ناجائز۔ سو ان چارون دلیلون سے ثابت نہین ہے کہ جنکے معبودون یا اکابر کو خدا اور رسول نے یا انکے نائبون نے بُرا کہا ہے اُنہون نے اسکے جواب مین خدا اور رسول کو بُرا کہا تھا یا اس بُرا کہنے کا اسوقت اندیشہ تھا۔ لہذا ان چارون دلیلون سے استدلال محض انکا خیال ہے۔

بلکہ ہم بشہادت مقال و ظاہر حال یہہ کہہ سکتے ہین کہ ان چارون دلیلون کے موقع پر معبودان باطل و اکابر کفر کو بُرا کہنے سے خدا اور رسول کو برا نہین کہا گیا اور وُہ بُرا کہنا اس اشد بُرائی کا سبب نہین ہوا۔

دلیل اوّل کے موقع پر ظاہر کتاب اللہ سے ثابت ہے کہ کفار نے حضرت ابراہیم کے مقابلہ مین خدا کو برا نہین کہا حضرت ابراہیم کی ذات سے اسکا بدلہ لیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے نور نبوت و وحی الٰہی سے یہہ امر جان لیا تھا اور خدا کو بُرا کہلانے سے مامون ہو کر ان الفاظ سے انکا مقابلہ کیا تھا۔

دلیل دوئم کا موقع اور شان نزول خود دلالت کر رہا ہے (چنانچہ تفسیر معالم و فتح البیان وغیرہ سے منقول ہو چکا ہے) کہ اُنہون نے اسکے مقابلہ مین خدا کو بُرا نہ کہا

تہا بلکہ اسکے بدلہ مین برا کہنے کا ارادہ ظاہر کرکے آنحضرت کو صرف دھمکایا تہا کہ تو ہمارے معبودونکو برا کہنے سے باز آجا یا ہم تیرے خدا کو برا کہینگے جس پر فوراً وہ قول خداوندی جس سے ہم نے استدلال کیا ہے (لاتسبوا الذین یدعون من دون اللہ) نازل ہوا جسمین برے کہنے والون اور بدلہ لینے والون کے مقابلہ مین اس آیۃ کو پڑہنے اور اسکا مضمون سنانے سے روکدیا گویا من وجہ ایک حکم نسخ اس پر جاری کیا اس سے یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ اس آیۃ کے نازل ہونے اور کفار کے مقابلہ مین پڑہے جانے کے وقت خدا کو اپنے برا کہلانیکا اندیشہ نہ تہا بلکہ علم الیقین تہا کہ وہ اسکے مقابلہ مین برا نہ کہینگے۔

دلیل سوم - کا بہی موقع خود ناطق ہے کہ حضرت حسان رض کا کفار قریش کو برا کہنا آنحضرت کو برا کہنے کا سبب نہین ہوا بلکہ کفار کا پہلے آنحضرت کو برا کہنا حسان کے برا کہنے کا سبب ہوا۔ پہلے آنحضرت کی کفار نے ہجو کی اور آنحضرت نے اسکی انسداد کی سبیل بجز ہجو بمقابلہ ہجو کوئی نہ دیکہی تو حسان کو ہجو اور مذمت کفار کی اجازت دی۔ چنانچہ الفاظ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم جن سے وہ لوگ استشہاد کرتے ہین اس بیان کی تصدیق کررہے ہین۔ ایک حدیث مین **صحیحین** کی وارد ہے کہ حسان رض آنحضرت کیطرف سے مدافعت وجواب دہی کرتا تہا۔ ایک حدیث مین ہے آنحضرت نے حسان کو فرمایا کہ ہماری طرف سے جواب دے (اے بار خدا) تو اسکے روح القدس سے مدد کر اور خود ان اشعار مین جو حسان نے مشرکین کی ہجو مین پڑہے تہے یہہ الفاظ موجود ہین کہ تم نے آنحضرت کی ہجو کی ہے مین اسکا جواب دیتا ہون

عن عائشۃ انہ ای حسان کیف ینافح (وفی روایۃ یذب) عن رسول اللہ صلعم۔ قال انبی صلعم یا حسان اجب عن رسول اللہ (وفی روایۃ عنی) اللھم ایدہ بروح القدس۔ وقال حسان ھجوت محمدا فاجبت عنہ وعند اللہ ذاک الجزاء

(صحیح بخاری صہ ۹۰۶ و صحیح مسلم صہ ۳۰۱ ج ۲)

امام نووی نے شرح مسلم میں ان ہی الفاظ و موقع کے لحاظ سے فرمایا ہے علماء نے کہا کہ اہل اسلام کو مشرکوں کے برا کہنے میں ابتدا کرنا مناسب نہیں کیونکہ ایسی اسلام و اہل اسلام کو برا کہلانے کا خوف ہے - اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تم

قال العلماء ینبغی ان لا یبدء المشرکون بالسب والمجاہ مخافۃ من سبھم اللہ وجھلہ قال اللہ تعالیٰ ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم - وتنبیہ المسلمین عن الفحش کالان تدعوا الی ذالک ضرورۃ لابتدأھم بہ فکف اذاھم ونحوہ کما فعل النبی صلعم - شرح مسلم ص ۳۱

ان کو گالی نہ دو جنکو یہ لوگ خدا کی سوا پکارتے ہیں پھر وہ خدا کو برا کہینگے - اور مسلمانوں کو فحش کہنے سے بچنا ہی لازم ہے - مگر اس حالت میں کہ اسکی طرف ضرورت داعی ہو مشرکوں نے ابتدا کی ہو اسکے روکنے کے لئے مسلمانوں کیطرف سے ہی ہو جو ہو جیسے آنحضرت صلعم نے اس موقع پر کیا -

دلیل چہارم - کے موقع کو بھی میں اسکے مخالف نہیں پاتا محدثین نے جن لوگونکو بالفاظ جرح و تضعیف یاد کیا ہے ان لوگوں نے اسکے مقابلہ میں انکو یا انکے باپ دادا کو یا خدا و رسول کو برا نہیں کہا - اور اگر کسی نے جرح کے مقابلہ میں تعصباً جرح کیا ہے تو اسکا پہلے جارح اول کو علم و اندیشہ نہ تھا - جو لوگ اس فعل محدثین سے استدلال کرتے ہیں انکا استدلال اسوقت تمام ہو سکتا ہے جبکہ وہ یہ ثابت کریں کہ جنکو محدثین نے برا کہا ہے انہوں نے بجواب اسکے ان محدثین یا انکے باپ دادا کو برا کہا ہے - اور اس برا کہنے کا ان محدثین کو اولاً اندیشہ و علم ہو گیا تھا - ایسا ہی پہلے تین استدلالوں میں اس امر کا بیان و اثبات ان پر واجب ہے -

بالجملہ جہانتک ہمنے کتاب اللہ کو دیکھا اور احادیث رسول اللہ صلعم کو ٹٹولا ہے انکی خیال کا کہیں ثبوت نہیں پایا اور کیسے معبود و اکابر کو برا کہنے کا (جو خدا و رسول کے برا کہنے کا سبب ہو) جواز نہیں دیکھا اور جو امر اول مناظرات تحریری کی نسبت ہمنے کہا ہے اور قرآن و حدیث و

اقوال مفسرین ہی اسکا ثبوت دیا ہی وہ بلا مزاحمت و معارضہ ہماری نزدیک صحیح ہے۔

امر دوم اُن **مناظرات** تحریری مین (جو زیادہ تر توجہ ناظرین کے لائق ہی) یہہ ہی کہ ایمنین غالب اظہار صواب و تحقیق حق کا تو نام و نشان ہی نہین ہوتا بلکہ از سرتا پا الزام و افحام مخاطب پایا جاتا ہی پھر اس الزام مین بھی شائستگی و حق گوئی کا خلاف کیا جاتا ہی اصل متنازع فیہ کو چھوڑ کر اُن الزامات کو اختیار کیا جاتا ہی جنکو اصل متنازع فیہ سے تعلق نہین ہوتا اور بعینہ وہ کام عمل مین آتا ہی جیسا کہ مشہور ہی کسینے کسیکو کہا کہ تمہاری ازار ٹخنے سے نیچی ہے اسلئے تمہاری نماز مکروہ ہوتی ہے اسکی جواب مین اُس نے کہا کہ جاؤ میان تمہارے باواجی کے نکاح پر جو میٹھے چاول پکے تھے اُنمین گُر کہان برابر تھا اور اصل متنازع فیہ امر مین بحث کرنے کے وقت ہی حق سے درگذر کرکے ناحق باتون مین الزام دیا جاتا ہے۔

ہمنے مانا کہ اسنکے مناظرے درحقیقت مجادلے ہین اور مجادلہ مین اظہار حق و صواب کی مطلب نہین ہوتا صرف الزام مخاطب منظور ہوتا ہے۔ ولیکن اس الزام مین ہی انصاف سے درگذر کرجانا اور راستی و حق گوئی سے یک قلم علیحدہ ہونا تو کسی حالتمین جایز نہین ہوجاتا کیا کوئی عاقل (مسلمان ہو خواہ غیر) کہہ سکتا ہی کہ الزام خصم کے لئے رات کو دن اور دن کو رات بتا دینا اور جھوٹ کو سچ کر دکھانا جایز ہے۔ حاشا وکلا ہرگز نہین بلکہ عقل و انصاف و اسلام وغیرہ مذاہب کے یہی ہدایت ہی کہ اگر کسی شخص کو کسی امر مین الزام ہی دینا ہو تو اسمین سرشتہ راست بازی اور حق گوئی کو ہاتھ سے نہ دینا چاہئے مگر مشکل یہہ ہے کہ غالبا جو بات کوئی اپنے خصم کے الزام کے لئے کہتا ہی اپنے خیال و اعتقاد مین اسکو حق سمجھتا ہے۔ اور اسمین الزام خصم کو عین حق و صواب جانتا ہی گو واقع مین وہ ناحق ہو۔ لہذا اس باب مین کوئی ایسا قانون عام بسہولت اور عام فہم بیان کرنا ضروری ہے جس سے ہر ایک مذہب و ملت کے لوگون کو حق و ناحق مین امتیاز

کرنا ممکن و سہل ہو اور خود بخود اقرار کرنا پڑے کہ فلان امر جسمیں ہمنے اپنے خصم کو الزام دیا ہے حق نہیں ہے۔

وہ قانون عام جسکو کسی مذہب و ملت سے خصوصیت نہیں ہوتی ہے۔

قسم اول وہ مسایل ہوتے ہیں **قسم اول** وہ مسایل ہو بانی مذہب سے صریح و صاف طور پر سرزد ہوئے ہوں اور شہرت و تواتر کے ساتھ بانی مذہب سے ثابت ہوں

قسم دویم وہ مسایل صریح و صاف جو بنقل احاد یا شاذ و نادر لوگوں کے بانی مذہب سے منقول ہوں۔

قسم سویم وہ مسایل جو اصل بانی مذہب سے سرزد نہوئے ہوں نہ بطور تواتر و شہرت اسسے منقول ہوں نہ بنقل احاد اس سے مروی ہوں بلکہ وہ مسایل کسی اور شخص خادم یا حامی مذہب نے بانی مذہب کے اقوال یا افعال سے اپنے فہم و فکر و اجتہاد سے استنباط کر لیے ہوں۔ اور اپنے اس خیال سے کہ یہ مسایل بانی مذہب کے مرضی و ارادہ کے مطابق ہیں بانی مذہب کیطرف منسوب کر دیے ہوں۔

ان اقسام سے قسم اول و دویم بے تمک داخل مذہب ہیں۔ اول یقیناً۔ دویم ظناً مگر قسم ثالث کو اصل مذہب بانی مذہب سمجھنا مسامحہ و مجازفہ و مغالطہ ہے۔ یہان ایک **قسم** اور ہے جو غیروں کے نزدیک مذہب میں داخل و شامل سمجھا جاتا ہے مگر اصل مذہب کے حامیوں کے نزدیک وہ داخل مذہب نہیں ہوتا۔ وہ مسایل موضوعہ ہر مذہب و ملت کے ہیں جنکو ہر مذہب کے مخالف و دشمن یا نادان دوست از خود بلا سند قول بانی مذہب گڑھ لیتے ہیں اور مذہب کیطرف منسوب کر لیتے ہیں مگر حامیان مذہب اس قول کو وضعی و جعلی سمجھکر مذہب سے خارج کر دیتے ہیں **ان اقسام** کے مذاہب اسلام کے سوائے اور مذہب میں موجود ہونیکی تفصیل کے تو ہم اس مقام میں گنجائش نہیں دیکھتے دین مذہب **اسلام** میں انکی موجود ہونے پر شہادت اقوال علما پیش کرتے ہیں۔

اہل اسلام کے حکیم حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں فرمایا ہیں۔ برایں فقیر واضح ساختند کہ در ہر مذہبے احکام مدتہ مدیدہ یکی ظاہر مذہب چنانکہ در مذہب امام اعظم ابی حنیفہ ظاہر مذہب اصول خمسہ از تصانیف محمد بن الحسن است و در مذہب شافعی آنچہ قدیم و مختصر مزنی مسطور است و دیگر نوادر مذہب و آن روایات غیر معروفہ کہ از صاحب مذہب و اصحاب او یافتہ شود خارج کتب مشہورہ معتمدہ مثل امالی ابو یوسف و رقانیات و مارونیات و امالی حسن بن زیاد وغیر آن۔

سوم تخریجات اصحاب وجوہ و علماء مذہب مثل تخریج طحاوی و کرخی و عیسیٰ بن ابان در مذہب ابی حنیفہ و تخریج ابو اسحٰق شیرازی وغیر آن در مذہب شافعی و ہمچنین در دین محمدی علی صاحبہا الصلوٰت والتسلیمات مراتب ثلثہ واقع است۔ ظاہر دین محمدی و نوادر دین و تخریجات علماء و این ثلثہ در ہر فن از فنون فقہ و سلوک و تخفایہ جاری است۔ و صاحب علم و فہم کسی است کہ تفرقہ کند در مراتب ثلثہ در ہر فن و ہر مرتبہ حکم کند

ومنہا (ای من مسائل ضلت فی بوادیہا الافہام وزلت الاقدام وطفت الاقلام) انی وجدت بعضہم یزعم ان جمیع ما یوجد فی ہذہ الشروح الطویلۃ وکتب الفتاوی الضخمۃ ہو قول ابی حنیفۃ وصاحبیہ ولا یفرق بین القول الضخم وبین ما ہو قول فی الحقیقۃ ولا یحصل معنی قولہم علی تخریج الکرخی کذا وعلی تخریج الطحاوی کذا ولا یمیز بین قولہم قال ابو حنیفۃ کذا وبین قولہم وجہ المسئلۃ علی مذہب ابی حنیفۃ وعلی اصل ابی حنیفۃ کذا۔ ولا یصیبنی الی ما قالہ المحققون من الحنفیین کابن الہمام وابن النجیم فی مسئلۃ العشر فی العشر ومسئلۃ اشتراط	اور جناب ممدوح کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ منجملہ مسائل کے جنمیں لوگوں نے فہم بہک رہے ہیں اور دور از اصل گئے ہیں اور تحلیل حل نکلے ہیں یہ ہے کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ جو مسائل یعنی لمبی لمبی شرحوں اور موٹی موٹی قنادوں میں بسبب امام ابو حنیفہ و اصحابین کے اقوال ہیں اور وہ لوگ اصلی اور مسطر اقوال سے نکالے ہوئے قول میں فرق نہیں کرتے۔ اور وہ علماء کی اس قول کے کہ فلاں مسئلہ کو کرخی کی تخریج ہے۔ اور فلاں طحاوی کی تخریج ہے معنی نہیں سمجھتے۔ اور وہ اس قول میں کہ فلاں مسئلہ ابو حنیفہ نے کہا ہے اور فلاں مسئلہ ابو حنیفہ کے مذہب یا اصول پر ہے تمیز نہیں کرتے اور وہ محققین حنفیہ (ابن الہمام و ابن النجیم) کی اس بات کو نہیں سمجھتے جو انہوں نے کہہ رکھی ہے کہ مسئلہ دہ در دہ

البعد من الماء میلاً فی التیمم وامتناعهما ان ذالك من تخریجات الاصحاب ولیس مذهباً فی الحقیقة۔ (حجۃ اللہ ص ۱۶۵)

اور تیمم میں ایک میل فاصلہ پر پانی سے دور ہونے کی شرط اور اسکے نظائر لوگوں کے تخریجات (نکالی ہوئی باتیں) ہیں

اور امام شعرانی میزان کبریٰ میں فرمایا ہے یہ امر (یعنی پیروی امام کے قول کو قول امام سمجھنا) جو ہم نے ذکر کیا ہے اسمیں بہت لوگ گمراہ ہوئے پس اگر کوئی مسئلہ کے امام شاگردوں (یا اس کے بعد والوں) کا پاتا ہیں تو اسکو امام کا مذہب قرار دیتے ہیں ولیکن یہ بے باکی ہے مذہب امام تو حقیقتاً وہی ہوتا ہے جو اسنے کہا ہو اور اس سے تادم مرگ رجوع نہ کیا ہو۔ نہ وہ جو اسکے صحبتیوں نے اسکے کلام سے سمجھا ہے ہو سکتا ہے کہ جو کچھ انہوں نے سمجھا ہے وہ امام کے سامنے پیش کیا جاوے تو اسکو پسند نہ آوے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو

وهذا الامر الذی ذکرنا یقع فیه کثیر من الناس فاذا بعد واعن اصحاب امام مسئله جعلوها مذهبا لذلك الامام۔ وهو قصور فان مذهب الامام حقیقة هو ما قاله ولم یرجع عنه الی ان مات لا ما فهمه اصحابه من کلامه فقد کان یرضی الامام بذلك الکلام الذی فهموه من کلامه ولا یقول به لو عرضوه علیه۔ فقد علم ان من عزی الی الامام کل ما فهم من کلامه فهو جاهل بحقیقة المذاهب (میزان کبریٰ ص ۷۳)

امام کیطرف اُس قول کو نسبت کرے جو اسکے کلام سے سمجھا گیا ہو وہ حقیقت مذاہب سے جاہل ہے

اور شیخ محمد حیات سندی نے رسالہ ایقاف علی سبب الاختلاف میں فرمایا ہے مذہب

ومذهب کل مجتهد ما قاله ولم یرجع عنه +++ ولیس کل ما یستنبط من اقوال الامام یکون مذهبه بل تارة یوافق مذهبه وتارة یخالفه۔ ولا ینبغی ان تنسب الاقوال المستنبطة من اقوال الائمة الا ائمة بانها اقوالهم ومذاهبهم قطعاً لانه

ہر امام کا وہی ہے جو اسنے کہا ہو اور اس سے رجوع نہ کیا ہو +++

اور جو بات اقوال امام سے نکالی جاوے وہ اسکا مذہب نہیں ہو جاتا۔ بلکہ وہ کبھی موافق مذہب ہوگی کبھی مخالف اور یہ لائق نہیں ہے کہ جو اماموں کے اقوال سے نکالی ہوئی قول ہیں وہ یقیناً امام

یحتمل انھا لو عرضت علیھم قبلوا اشیاً منھا و ردوا اشیاً۔ وھذا کما لا ینسب ما استنبطہ المجتھدون من اقوال النبی صلعم علی انھا اقوالہ ویحمل کونھا شریعۃ اللہ ظھر لھذا القاصر ان معظم المسائل المذکورۃ فی اصول الفقہ ماخوذ من اقوال الائمۃ وذلک ان نظر مثلاً ببعض ابتباع الائمۃ فی مسائلھم فیجد کثیراً منھا۔ راجعۃ الی اصل واحد فیجعل ذلک الاصل قاعدۃ لھا ولامثالھا

(ایقاف)

کیطرف نسبت کئے جاوین اور انکو مذہب قرار پاوین احتمال ہے کہ گروہ قول امام کے سامنے پیش کیا جاوے تو بعض کو امام قبول فرماوے اور بعض کو رد کر دیوے انکی نظیر یہہ ہے کہ جو اقوال مجتہدون نے آنحضرت کی اقوال سے نکالے ہین وہ یقیناً آنحضرت کی اقوال نہین سمجھے جاتے بلکہ وہ شریعت ہونیکی صرف محتمل ہین ترجمہ یہہ ہے۔ واضح ہوا ہے کہ اکثر مسایل جو اصول فقہ مین مذکور ہین ائمہ کے اقوال سے ماخوذ (مستنبط) ہین جب امام کے پیروان نے اکثر مسایل امام کو ایک قانون کیطرف رجوع ہوتے دیکھا تو اس قانون کو ان مسایل اور انکی نظایر کی اصول قرار دیا۔

اس **تفصیل** و شہادت سے تین قسم اول کا وجود دین اسلام و مذہب اسلامیہ مین بخوبی ثابت ہے رہا قسم چہارم جعلی و وضعی مسایل مذاہب سو محتاج بیان نہین ہے۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ ہر مذہب مین بہت سی بناوٹی باتین مل چل رہی ہین جو لوگون نے از خود بنالین ہین یا فی مذہب یا حامی مذہب سے ثابت نہین ہوتین

ان اقسام کا مختلف مذاہب مین وجود مفہوم ناظرین و سامعین کے خیال مین آیا ہے تو اب اصل قانون الزام بیان کیا جاتا ہے سو یہہ ہے کہ اگر کوئی کسی اہل مذہب کو کسی مذہبی بات مین الزام دینا چاہے تو قسم اول اور دوم کے مسایل مین الزام دے سکتا ہے۔ قسم اول مین یقیناً قسم دوم مین بطور ظن۔ کیونکہ صرف یہی دو قسم اصل مذہب ہے۔ اور قسم سوم کے مسایل سے اصل مذہب پر الزام قایم نہین ہو سکتا ایسا ہی مسایل قسم چہارم سے الزام بلکہ یہہ الزام اور بھی ناممکن اور سخت بے انصافی ہے۔ نان ان دونون اقسامون سے الزام ممکن ہے تو اسی شخص پر ممکن ہے جو ان اقسام کو داخل مذہب سمجھا ہوا ہے۔ کوئی اہل پیرو مذہب ہو یا خود ہی حضرت معترض۔

اس **قانون** عام فہم و عام پسند (جسکو کسی مذہب سے خصوصیت نہیں ہے) کی پابندی ہر شخص کو بوقت الزام ضروری ہے۔ اور اگر الزام میں اس قانون کی پابندی نہو تو جو شخص دوسری کے مذہب پر کوئی الزام قایم کرنا چاہے وہ خود اور اسکا مذہب اسی قسم کے الزام کا مورد بن سکتا ہے اور روئے زمین پر کوئی مذہب الزام سے بچ نہیں سکتا۔

مثلاً اگر کوئی مسلمان کسی عیسائی یا یہودی یا ہندو پر ایسی بات میں الزام قایم کرنا چاہے جو اصل مذہب عیسوی و موسوی و ہندو میں داخل اور قسم اول و دوم سے نہیں ہے بلکہ انکے کسی دشمن یا نادان دوست نے از خود بنا کر انکی طرف منسوب کر دی ہے اور وہ قسم سوم و چہارم سے ہے تو عیسائی و یہودی و ہندو کو بھی پہنچتا ہے کہ ہزارہا وضعی حدیثوں اور صدہا غلط اجتہادی و خیالی مسایل سے اہل اسلام پر الزام قایم کرے۔ **ایسا ہی اسکے عکس** کو خیال کرو اور اگر کوئی **عامل بالحدیث** کسی مقلد مذہب حنفی کو اس قسم کی بات میں الزام دینا چاہے تو وہ مقلد اس عامل بالحدیث کو اسی قسم کا الزام دے سکتا ہے۔ **ایسا ہی اسکے عکس** کو سمجھ لو۔

یہاں سے ہمارے بھائی موحد و عامل بالحدیث جو آجکل ہندوستان و پنجاب حنفیہ مقلدین پر اس قسم کے الزام بذریعہ اشتہارات و تالیفات قایم کر رہے ہیں اور حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ پر بایں الفاظ کہ فلاں مسئلہ امام اعظم کا حدیث کے خلاف ہے۔ اور فلاں مردود۔ اور فلاں مسئلہ میں امام اعظم نے اس حدیث کا خلاف کیا۔ اور فلاں مسئلہ میں اس آئمہ کا مخالفت نصوص کا دعوی کرتے ہیں عبرت و نصیحت پکڑیں اور اپنے ان دعاوی و الزامات کو اس قانون کی کسوٹی پر لگا کر انصاف اختیار کریں پس جس الزام کو اس قانون کے مطابق پاویں اور اسکی بنا قسم اول و قسم دوم کے مسایل پر دیکھیں اسمیں اپنے دعوی کو صحیح سمجھیں اور جس الزام کو اس قانون کے مخالف پاویں اور اسکی بنا مسایل قسم سوم و چہارم پر دیکھیں اس الزام سے باز آویں اور کتب فقہ (ہدایہ شرح وقایہ اور مختار۔ وغیرہ) شروح و فتاوی کی بہ بات کو امام ابوحنیفہ کا قول سمجھکر ایسی دعوی کرنے چھوڑ دیں اور بشہادت قانون مذکور یقیناً جان لیں کہ ان کتابوں میں بہت سے ایسے مسایل ہیں جو امام ابوحنیفہ وغیرہ ائمہ کی طرف منسوب

ہین اور درحقیقت وہ انکے اقوال نہین ہین -

یہی التماس برادرانہ ہمارے دوسرے **بھائی حنیفہ** کے خدمت مین ہے جو اس قسم کے الزام اہل حدیث پر قایم کرتے ہین اور انکو ہندوستان و پنجاب مین بذریعہ اشتہارات و رسائل و اخبارات شایع کرتے ہین اور امام بخاری علیہ الرحمتہ وغیرہ اہل ظواہر کے طرف سخت غلط و بیجا مسایل کو منسوب کرتے ہین وہ بھی اس قسم کے الزامون سے باز آئین اور اپنے الزامات و دعاوی مین اس بے لگام و قانون کی پابندی اختیار کرین -

اس قانون اور اس مضمون کی تحریر و بیان سے **زیادہ** تر ان ہی دو فرقہ (اہل حدیث و حنیفہ) کے مناظرات کی اصلاح اور انکی باہم مصالحت مد نظر ہے جو آجکل **اسپمین** خانہ جنگی کر رہے ہین اور ایک دوسرے کی شکست و ہلاکت کے لئے متہیار و اوزار (رسالے تلوارین) بنا بنا کر اپنے مخالف و حریف (ہندو و عیسایون) کو (جو ان ہتیارون سے اُن دونون کا سر کاٹین) دے رہے ہین - انکے اس کارروائی کی تفصیل سے اس مقام مین مجھے **دو امر** مانع ہین **ایک** مضمون کا طول ہوجانا اور اس تفصیل کا موقع نہ رہنا - **دوسرا** یہ کہ ایک فعل کی تفصیل سے اسکے فاعل کی تفصیل و تخصیص وقوع مین آتی ہے اور اس سے شخصی بحث شروع ہوجاتی ہے اور اس سے ابین استعفا داخل کر چکا ہون اور یہ مضمون اسکی انسداد کے لئے لکھ رہا ہون لہذا اس محل اشارہ و نصیحہ پر اکتفا کر کے اپنے دونون فریق کے بھائیون سے امید رکھتا ہون اور التماس کرتا ہون کہ اب بھی اس نقصان عظیم کا لحاظ فرمائین اور خانہ جنگی سے باز آوین اور اپنے مخالفین دین کو اپنے دین پر ہنسنے اور جوٹ کرنے کے اسباب بہم نہ پہنچاوین - اور بنظر اتفاقی اصول و مسایل باہم اتفاق کر کے اُن اصول و مسایل کی اشاعت مین کوشش کو کام مین لاوین چنانچہ مضمون اشاعت مذہب اسلام مین عرض کیا گیا ہے - اسسے **علاوہ عموماً مباحثین** و مناظرین ہر مذہب و ملت کی خدمت مین ناصحانہ التماس ہے کہ وہ بھی اپنے مناظرات و تحریرات مین اس

قانون کی رعایت کرین اور انکو توہین وتحقیر مخاطب واکابر مذہب مخاطب اور الزامات بیجا ومطاعن ناروا سے (جنکی تشریح امر اوّل و دوم مین ہوئی) محفوظ رکھین تاکہ وہ اور اُنکے مذاہب اور اکابر مذاہب طعن وتوہین سے بچین اور مُلک مین امن قایم رہے۔

اخیر مین **گورنمنٹ** کی خدمت مین **مودبانہ** یہ التماس ہے کہ گورنمنٹ از راہ نصب سیاست وحمایت رعیت اِس قسم کے مناظرات (غیر مہذبانہ مفسدانہ) سے (تقریری ہون یا تحریری) ہر مذہب وملت کے لوگون کو قبل از وقوع روک دیا کرے اور اِس بات مین ایک ریزولیوشن یا قانون پاس کرے جسکا منشا یہہ ہو کہ اِس قسم کے مناظرات جو شر وفساد وبے تہذیبی ونا انصافی پر مبنی ہین کوئی نہ کرنے پاوے اور کوئی عام مجالس مین یا تحریرات ورسائل مین کسی سے مناظرہ یا مجادلہ کرنا چاہے تو وہ اِن شروط کا جو اِس مضمون مین مذکور ہین یا انکے ہم وزن وہم معنی وہم تاثیر اور شروط کا پابند رہے۔

ہماری اِس التماس پر اگر کوئی یہہ **نکتہ چینی** کرے کہ جو گورنمنٹ نے تعزیرات ہند مین دفعہ ۲۹۸ قایم کر رکھی ہے اِس فساد کی انسداد کے لئے وہی کافی ہے اِسباب مین اور قانون یا ریزولیوشن پاس کرنیکی ضرورت نہین ہے تو اِسکا **جواب** یہہ ہے کہ اِس دفعہ مین اجمال ہے اور یہہ تشریح نہین ہے کہ جو مناظرات متضمن شر وفساد آجکل ہو رہے ہین یہہ اِس دفعہ کے مورد ہین۔

ہم گورنمنٹ کو اِس بات کی طرف **توجہ** دلانا چاہتے ہین کہ گورنمنٹ اِس اجمال کی تفصیل کر دے اور لوگون کو یہہ جتا دے کہ اِس قسم کے مناظرات اِس دفعہ کے مورد ہین۔

اور اگر کوئی یہہ **اعتراض** کرے کہ مذہبی مناظرات سے روکنا مین مذہب مین دست اندازی متصور ہے جو گورنمنٹ کے منصب وشان سے بعید ہے۔ تو اِسکا **جواب** یہہ ہے کہ اوّلاً تو اِس قسم کے مناظرات غیر مہذبانہ کسی مذہب وملت مین داخل نہین ہین چنانچہ اِس مضمون مین کسیقدر اِسکا ثبوت دیا گیا ہے پھر اگر ہین دست اندازی دست اندازی

مذہبی کیونکر ہو سکتی ہے ثانیاً اگر بالفرض یہ دست اندازی مذہبی ہی تو جس حالتمیں اس دست اندازی میں سیاست وانتظام وامن ملک متصور ہے تو یہ دست اندازی منصب گورنمنٹ سے مخالف نہیں ہے۔ بہت ایسے مذہبی امور ہیں جنمیں گورنمنٹ سیاست وانتظام وپولیٹیکل اصول کی نظر سے دست اندازی کرتی ہے۔ پھر ان مناظرات بیجا میں جو امن وانتظام میں خلل انداز ہیں دست اندازی گورنمنٹ کے منصب سے کیوں بعید ہے۔

دوسرے یوں جاؤ ان ہی مناظرات ومذہبی منازعات کو دیکھ لو۔ گورنمنٹ انمیں بعد الوقوع جب اسکو انکے نتائج سے مشکلات پیش آتی ہیں پبلیوٹ اور پبلک ڈنون طور پر دخل دیتی ہے اور ان مشکلات کو دور کرنے میں انواع تکالیف اٹھاتی ہے۔ چنانچہ ملتان کا واقعہ تکذیب معبود ومسلمانان جو ابھی گذرا ہے اور جو اسمیں صاحب ڈپٹی کمشنر وغیرہ کو مشکلات پیش آئی ہیں ناظرین اخبارات پر مخفی نہیں ہے ایسا ہی مراد آباد کے منازعات اہل اسلام ومنود کو بھی بہت عرصہ نہیں گذرا[1] آرہ ضلع شاہ آباد میں جو موحدین اور حنفیہ کے تکرار سے نتیجہ ظاہر ہوا جسپر ملکے صاحب کلکٹر نے طلبی فوج کی یعنے کمپ دانا پور میں تار دیا جسکا ذکر ہمنے صفحہ اشاعۃ السنہ نمبر ۳ جلد ۳ میں کیا ہے۔ وہ بھی واقفی ملکی حالات پر مخفی نہیں ہے۔ تو اس سے یہی بہتر ہے کہ گورنمنٹ ان مفاسد کو قبل از وقوع روکے اور اپنی اتقیا اور ملک کو ان مشکلات سے بچا دے[2] اور اگر چور کو چوری کے وسائل بہم پہنچا دیوے۔ اور دو شخصوں کو باہم لڑائی کا سامان کرتے ہوئے نہ پکڑنا چوری اور لڑائی کے واقع ہو جانیکے بعد ہی مواخذہ کرنا اصول سلطنت میں داخل ہے تو گورنمنٹ کو ان مناظرات میں دخل دینے کا اختیار ہے۔ ہم نے جو اپنے خیال میں ملک ومذہب وقوم کے حقمیں بہتر سمجھا بنظر خیر خواہی عرض کر دیا آئندہ مصالح ومفاسد ملک وسلطنت کو گورنمنٹ بہتر جانتی ہے۔ ؎ امور مملکت وملک خسروان دانند۔

---

[1] تسکین۔ برمکان جس میں اس تحریر کا جواب بلا خصوصیت خطاب ہے) عنقریب نکلنے والا ہے ناظرین تسلی رکھیں۔ اور دعا کریں کہ ہم کارندے پھر بیمار نہ ہو جاویں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.